بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

محبِّ اہلِ بیت کون؟

مُصنّف

خطیبِ پاکستان ابوالحسنین صاحبزادہ سیّد شبیر حسین شاہ نقشبندی مجددی

خطیبِ جامع مسجد الفاروق، حافظ آباد

ناشر

صاحبزادہ سیّد فدا حسین شاہ نقشبندی مجددی

نائب ناظم جامعہ نقشبندیہ رضویہ انوار العلوم

ونیکے روڈ ——— حافظ آباد

صاحبزادہ صاحب نے فرمایا خود تمہاری کتابیں ہمارے مؤقف کی صداقت کی گواہ ہیں، شیعہ بوکھلا اُٹھے اور شور مچانا شروع کر دیا اور تاج الدین حیدری کو منت سماجت کر کے سامنے لائے لیکن وہ مبہوت سا ہو گیا اور کوئی جواب نہ دے سکا۔ بالآخر انہوں نے ایک بار پھر پولیس کی خدمت میں درخواست کی کہ ہمیں مزید ذلت سے بچایا جائے۔

شیعہ کا فرار | چنانچہ پولیس آگے بڑھی اور مولانا علامہ حافظ محمد سعید اور صاحبزادہ سید شبیر حسین شاہ سے اپیل کی کہ مناظرہ روک دیں۔ صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ اگر شیعہ ہمارے دلائل کا جواب نہیں لا سکتے اور فرار ہونا چاہتے ہیں تو ہمیں دو ہزار روپیہ خرچہ ادا کریں لیکن شیعہ نے اپنی روایتی بددیانتی کے مطابق راہِ فرار اختیار کی۔ پولیس نے شیعہ افراد سے دوبارہ رابطہ قائم کر کے عیدگاہ سے باہر چلے جانے کا حکم دیا۔ شیعہ نے کہا ہم تو جانے کو تیار ہیں مگر آپ لوگوں کو منع کریں کہ ہم پر تالیاں نہ بجائیں۔ چنانچہ اس پر شیعہ اپنے مناظر تاج الدین حیدری کو لے کر عیدگاہ سے نکل گئے اور علی پور کی فضائیں ایک بار پھر نعرہ ہائے تکبیر و رسالت سے گونج اٹھیں۔ مناظرینِ اہلسنت ۶ بجے شام تک میدانِ مناظرہ میں ڈٹے رہے جبکہ شیعہ ۵ بجے سے قبل میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اہل سنت کو شاندار فتح حاصل ہوئی اور شیعہ ناکام و ذلیل ہو کر میدانِ مناظرہ سے بھاگ گئے۔

شیعہ کو پہلی شکست: مناظرہ سے ایک دو دن پہلے ہی معذرت خواہانہ انداز میں معافی مانگتے رہے۔

دوسری شکست: مناظرہ کی صبح کو وزیرآباد کی پولیس سے جا کر مناظرہ رکوانے کی درخواست پیش کر دی۔

تیسری شکست: صبح ۸ بجے سے لے کر ۱۱½ بجے تک روپوش رہے۔

چوتھی شکست: پولیس کی بھاری جمعیت لے کر وقتِ مقررہ سے ۳½ گھنٹے بعد عیدگاہ میں پہنچے۔

پانچویں شکست: مناظرہ کے دن صبح پھر آدمی بھیج کر مناظرہ رکوانے کی پیشکش کی۔

چھٹی شکست: افتخار زیدی وکیل نے آ کر مولانا حافظ محمد سعید صاحب سے معافی مانگی۔

ساتویں شکست: مقامِ مناظرہ میں اسٹیج تک نہ بنا سکے۔

آٹھویں شکست: شیعہ مناظر کے پاس حوالجات کے لیے کتابیں تک موجود نہ تھیں۔

نویں شکست: صاحبزادہ سید شبیر حسین شاہ صاحب کے دلائل کا شیعہ ایک بھی جواب نہ دے سکے اور مبہوت ہو گئے۔

دسویں شکست: وقت سے پہلے میدان چھوڑ بھاگے اور علماء اہلسنت ۶ بجے شام تک میدانِ مناظرہ میں موجود رہے۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۔ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

منجانب: ادارہ تحفظِ اسلام۔ علی پور چٹھہ تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ

نام کتاب : ——— محبِ اہلِ بیت کون ؟

مصنف : ——— خطیبِ پاکستان ابوالحسنین صاحبزادہ
سید شبیر حسین شاہ

کاتب : ——— محمد یعقوب خوش نویس حضرت کیلیانوالہ

ناشر : ——— صاحبزادہ سید فدا حسین شاہ نقشبندی مجددی

قیمت : ———

بار چہارم تعداد : ——— ایک ہزار

ملنے کا پتہ

مہتمم جامعہ نقشبندیہ رضویہ انوار العلوم حافظ آباد (گوجرانوالہ)

انتساب

بندۂ ناچیز اس مختصر سے کتابچہ کو اپنے آقا و مولا رہبرِ شریعت پیرِ طریقت مخدوم و مکرم جناب پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب مدظلہ اللہ دامت برکاتہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کی بارگاہِ عظمت پناہ میں پیش کرنے کا شرف حاصل کرتا ہے جن کی نگاہِ کرم نے مجھے تقریر و تحریر کی توفیق بخشی۔

خادم آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

ابوالحسنین صاحبزادہ سید شبیر حسین شاہ نقشبندی مجددی دمنڈیالوی

تقریظ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ

حضرت صاحبزادہ سید شبیر حسین شاہ صاحب کا رسالہ میں نے بغور دیکھا ہے۔ الحمد للہ حوالجات نہایت پختہ اور انداز تحریر عام فہم ہے اگرچہ مختصر ہے لیکن ایسا اختصار نہیں جس سے مطلب سمجھنا دشوار ہو۔ بلکہ اَلْکَلَامُ مَا قَلَّ وَدَلَّ وَلَمْ یُمِلَّ کا مصداق ہے۔ یعنی بہترین کلام وہ ہے جس کے الفاظ قلیل ہوں لیکن اپنے مطلب پر پوری دلالت کرے اور پڑھنے والوں کو پریشان نہ کرے۔

رسالہ ہذا ان شاء اللہ تعالیٰ انصاف پسند لوگوں کے لیے مفید ثابت ہو گا۔

ابو الشفقات حافظ محمد سعید نقشبندی مجددی
مہتمم مدرسہ محمدیہ رضویہ برکات القرآن
و خطیب جامع مسجد درس القرآن علی پور چٹھہ (گوجرانوالہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرات! اس دین کو دنیا میں تشریف لائے ہوئے سینکڑوں سال گزر گئے ہیں۔ اس نے اپنی عمر میں بے شمار فتنوں کا مقابلہ کیا ہے۔ کبھی اس پاک دین کے مقابلے میں یہودیت کا فتنہ اٹھا۔ کبھی عیسائیت کے فتنے سے مقابلہ ہوا اور کبھی یزیدیت کا فتنہ، کبھی خارجیت کا فتنہ، کبھی وہابیت اور کبھی دیوبندیت کا فتنہ نمودار ہوا۔ الغرض یہ تمام فتنے موجود ہیں جو دینِ اسلام کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ ان تمام فتنوں میں ایک عظیم فتنہ رافضیت کا فتنہ ہے جسے شیعہ کہا جاتا ہے جو سب سے زیادہ خطرناک ہے جو سیدھے سادے مسلمانوں کو صراطِ مستقیم سے ہٹا کر گمراہی اور فسق و فجور کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔ چناں چہ ان لوگوں نے طریقہ واردات یہ اختیار کیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے صحابہ کرام کو گالیاں بکنی شروع کر دیں خصوصاً حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی ذو النورین رضی اللہ عنہم کو۔

اب مسلمان یہ کیسے گوارا کر سکتے تھے کہ کوئی بھنگی چرسی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کو گالیاں دے۔ چنانچہ جب مسلمانوں نے تعاقب کیا تو انہوں نے اہل بیت کی محبت کا لبادہ اوڑھ لیا۔ یہ ان کی چالاکی تھی جس سے وہ اپنا کفر چھپانا چاہتے تھے، مگر ؎

سر بازار کر دیں گے تیرے یہ چاک سب پردے
دکھائیں گے تری صورت ہم اصلی زمانے کو

تو قارئین حضرات! آئیے ذرا ان کا پردہ چاک کریں۔ ذرا تاریخ اٹھائیں اور عبد اللہ بن سبا یہودی جو شیعہ مذہب کا امام تھا اس کے کردار کا مطالعہ کریں تو بخوبی پتہ چل جائے گا کہ شیعہ حضرات محبِ اہلِ بیت ہیں یا صرف محبت کا لبادہ اوڑھ کر اسلام دشمنی میں مصروف ہیں۔

عبداللہ ابن سبا یہودی کا عقیدہ

مفسد پردازوں میں نمایاں عبداللہ بن سبا تھا جو پیشتر یہودی مذہب رکھتا تھا اور زمانہ خلافت امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مدینہ آکر بطمع مال وزر ایمان لایا مگر سچا پکا دیندار نہ ہوا۔ اہلِ بیت کی محبت کی آڑ میں لوگوں کو امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ اور شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے خلاف اکساتا اور ان حضرات کے خلاف بہتان تراشتا رہتا۔ اہل بصرہ اس خباثت سے مطلع ہوئے تو انہوں نے عبداللہ کو نکال باہر کیا، کوفہ پہنچا۔ جب وہاں سے بھی شہر بدر کیا گیا تو شام آیا اور شام سے شہر بدر ہو کر مصر پہنچا۔ امیر المؤمنین پر اکثر طعن تشنیع کرتا اور خفیہ طور سے اہلِ بیت کی دعوت دیتا اور کہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر واپس آئیں گے جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم واپس آئیں گے اور علی ابن ابی طالب وصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ عثمان اور ان سے پہلے ابوبکر عمر نے جبراً اور غصباً بغیر کسی استحقاق کے خلافت حاصل کی ہے غرض لوگوں کو اس قسم کی تعلیم دیتا اور امیر المؤمنین عثمان اور ان کے اعمال کے خلاف برانگیختہ کرتا۔ یہاں تک کہ بعض بعض شہروں میں اکثر عوام الناس ان باتوں کی طرف مائل ہو گئے اور ان سے باہم خط وکتابت ہونے لگی۔ اس گروہ کے ساتھ خالد بن ملجم سودان بن حمران اور کنانہ بن بشر تھا

(تاریخ ابن خلدون جلد نمبر ا صفحہ ۲۳۲)

اور تاریخ اسلام نے عبداللہ بن سبا یہودی کے متعلق یوں بیان کیا کہ:

> محبِ اہلِ بیت کا لبادہ اوڑھ کر اہلِ بیت کی حمایت میں پہلو بہ پہلو خلفاً علی الخصوص بنی اُمیہ اور حضرت عثمان غنی کی مخالفت پر کمر باندھ لی اور کہتا کہ حضرت عیسیٰؑ کی طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصی حضرت علیؓ ہیں۔ اگر خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو حضرت علیؓ خاتم الاوصیاء ہیں۔ پھر وہ ڈنکے کی چوٹ پر کہنے لگا کہ خلافت کے حق دار علیؓ تھے، نہ عثمان یہ صریح ظلم ہے۔ آپ سب کے لیے لازم ہے کہ حضرت علیؓ کی حمایت کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں۔ حضرت عثمانؓ کو قتل یا معزول کر کے ان کی جگہ حضرت علیؓ کو خلیفہ بنائیں۔

(تاریخ اسلام جلد دوم صفحہ ۱۹۹/۱۹۸)

اور تاریخ طبری جو شیعہ حضرات کی تاریخ ہے۔ اس نے عبداللہ ابن سبا یہودی علیہ اللعنۃ کے متعلق یوں بیان کیا ہے کہ:

> عبداللہ ۲۵ سنہ ھ میں مسلمان ہوا کہ حضرت عثمانؓ اس کی کچھ عزت کریں مگر عثمانؓ نے کچھ بھی اس کے حال پر توجہ نہ کی۔ اس لیے وہ بدنصیب اذلی حضرت عثمانؓ کی غائبانہ برائیاں کرتا۔ اس نے مذہب رجعت ایجاد کیا۔

ترجمہ تاریخ طبری باب اوّل رجال کشی جلد اوّل جو شیعہ حضرات کی معتبر کتاب ہے اس میں ملا کشی لکھتا ہے:

> عبداللہ بن سبا نے جب وہ یہودی تھا حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے متعلق وصی موسیٰ کا عقیدہ ایجاد کیا (حالاں کہ دینِ موسیٰ میں یہ عقیدہ نہ تھا) اور اسلام میں حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کے متعلق وصی رسول اللہ کا عقیدہ ایجاد کیا اسی لیے مخالفین شیعہ کہتے ہیں کہ شیعہ مذہب کی اصل یہودیت سے ہے۔

یہودیت رافضیت کے پردے میں

قارئین حضرات! اب یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ یہودیت نے اسلام کو کمزور کرنے کے لیے شیعیت کا لبادہ اوڑھ لیا ہے اور موجودہ شیعوں رافضیوں کا دینیات علیحدہ کرانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ دینِ اسلام کے دشمن ہیں اور دینِ اسلام کو کمزور کرنا چاہتے ہیں اور ان کو آلِ رسول اور اولادِ رسول سے کوئی محبت نہیں۔ صرف مسلمانوں کو

دھوکا دینے کے لیے ایک ڈھونگ رچا رکھا ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ منکر آل رسول اور اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگر آپ کو اس بات میں شک ہو تو غور سے دیکھیں اور ذرا سوچیں تو انشاء اللہ میرے فیصلے کو صحیح قرار دیں گے

شیعہ ذاکر: جناب شاہ صاحب آپ ہم پر (یعنی شیعہ حضرات پر) الزام لگا رہے ہیں۔ ہم تو آل رسول و اولادِ رسول کے منکر پر لعنت کرتے ہیں۔ ہم منکر نہیں، ماننے والے ہیں۔

شبیر حسین: جناب ذاکر صاحب! بندہ ان شاء اللہ بفضل خدا ثابت کرے گا۔ کہ شیعہ منکر آل رسول و اولادِ رسول ہیں اور آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ اہل سنت کا مبلغ کسی پر الزام نہیں لگاتا اور اس کی بات سچی اور پکی ہوتی ہے۔

جناب ذاکر صاحب! صرف ایک بات بتا دیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادیاں کتنی ہیں۔ ذرا وضاحت فرمائیں کہ ایک تھی یا ایک سے زیادہ، اور آپ حضرات (یعنی شیعہ) حضور کی ایک صاحب زادی مانتے ہیں یا ایک سے زیادہ مانتے ہیں۔ اپنا عقیدہ واضح کرو۔

شیعہ ذاکر: جناب شاہ صاحب! حضور کی صاحب زادی صرف ایک ہی تھی جس کا نام نامی اسمِ گرامی حضرت سیدہ فاطمہؓ ہے۔ ان کے سوا اور کوئی صاحبزادی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں تھی اور نہ ہم کسی کو حضورؐ کی صاحبزادی مانتے ہیں۔

شبیر حسین: جناب ذاکر صاحب! اب بخوبی پتہ چل جائے گا کہ کیا سُنی منکر ہیں یا شیعہ منکر آل رسول و اولادِ رسول ہیں تو آؤ بندہ شیعہ کتب سے حوالہ پیش کرتا ہے جس کی عبارت یوں ہے:

وَتَزَوَّجَ خُدَيْجَةَ وَهُوَ ابْنُ بِضْعٍ وَّعِشْرِيْنَ

سَنَةً فَوُلِدَ لَهُ مِنْهَا قَبْلَ الْمَبْعَثِ الْقَاسِمُ وَ رُقَيَّةُ وَ زَيْنَبُ وَ اُمُّ كُلْثُوْمٍ وَ وُلِدَ لَهُ بَعْدَ الْمَبْعَثِ الطَّيِّبُ وَ الطَّاهِرُ وَ الْفَاطِمَةُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

ترجمہ:- سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ سے نکاح کیا اور سرکارِ مدینہ کی عمر پاک بیس سال یا اس کے قریب تھی اور اعلان نبوت سے پہلے حضرت خدیجہؓ کے بطنِ اقدس سے آپ کی اولاد حضرت قاسمؓ اور حضرت رقیہؓ اور حضرت زینبؓ اور ام کلثومؓ پیدا ہوئیں اور بعثت کے بعد طیبؓ اور طاہرؓ اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کی ولادت باسعادت ہوئی۔

اب فرمائیے ذاکر صاحب! آپ تو فرماتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک ہی صاحب زادی ہے، وہ سیدہ فاطمہ ہے۔ اب تو ہم نے آپ کی مستند کتاب جو حدیث کی کتاب ہے اس سے حوالہ دیا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادیاں چار ہیں۔ اب تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ عثمانؓ غنی حضور علیہ السلام کے داماد ہیں۔ اگر آپ مانیں گے تو بندہ کا دعویٰ سچا ہے کہ شیعہ منکر آلِ رسول و اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

شیعہ ذاکر: شاہ صاحب! آپ نے جو عبارت پیش کی ہے اس کو ہم مانتے ہیں مگر آپ اس عبارت کو سمجھ نہیں سکے۔ حضور علیہ السلام کی حقیقی صاحبزادی ایک ہی ہے اور حضرت رقیہؓ اور حضرت زینبؓ اور حضرت ام کلثومؓ حضرت خدیجہؓ کے پہلے خاوند سے تھیں۔ حضرت سیدہ فاطمہؓ اور حضرت رقیہؓ اور حضرت زینبؓ اور حضرت ام کلثوم کی والدہ تو ایک ہی تھیں حضرت خدیجہؓ مگر باپ علیحدہ علیحدہ تھے

شبیر حسین: جناب ذاکر صاحب! ذرا عقل سے کام لو اور سوچو اور اپنی حدیث کی کتاب کے حوالہ کی طرف نظر کرو۔ عبارت جو بندہ نے پیش کی ہے اس میں الفاظ ہیں کہ نکاح کے بعد اور اعلانِ نبوت سے پہلے جو اولاد پیدا ہوئی ہے وہ حضرت قاسم اور تین صاحبزادیاں ہیں اور اعلانِ نبوت کے بعد طیّب اور طاہر اور فاطمہ پیدا ہوئیں تو معلوم ہوا تمام اولادِ پاک حضور نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تھی۔ آپ کے اعتراض کا تو یہی جواب کافی ہے مگر آپ کی تسلی کے لیے دوسرا حوالہ پیش کرتے ہیں تو سنیے جناب

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ خدیجہ از را رحمت کند از من طاہر و مطہر و رقیہ و فاطمہ و زینب و ام کلثوم بہم رسانید ۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کریم حضرت خدیجہؓ پر رحمتیں نازل فرمائے کہ ان کے بطن اطہر سے میرے بیٹے طاہر اور مطہر اور میری چار بیٹیاں رقیہؓ، فاطمہؓ، زینبؓ اور ام کلثومؓ پیدا ہوئیں ۔

(حیات القلوب، جلد دوم ص ۸۹ سطر ۶)

فرمائیے جناب ذاکر صاحب! اب بندہ نے آپ کی مستند کتاب کا دوسرا حوالہ پیش کیا ہے اس میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں چاروں صاحبزادیاں میری ہی ہیں۔ اب تو جناب واضح ثبوت مل گیا ہے کہ حضرت خدیجہؓ کی چاروں صاحبزادیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کرنے کے بعد پیدا ہوئی ہیں اور ان میں سے دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں اور حضرت عثمان غنی دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اسی لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذوالنورین کہلاتے ہیں

شیعہ ذاکر: جناب شاہ صاحب! اگر مان لیا جائے کہ واقعہ حضور کی صاحبزادیاں چار تھیں تو جس طرح حضرت فاطمہ کا شان کتابوں میں درج ہے۔ دیگر تین صاحبزادیوں کا کیوں نہیں اور ان کا شان آپ اپنی کتابوں میں اس طرح نہیں دکھا سکتے جس طرح فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شان ہے۔ اگر وہ بھی حضور کی صاحبزادیاں ہوتیں تو ضرور ان کا شان بھی کتابوں میں آتا۔

شبیر حسین: جناب ذاکر صاحب! یہ اعتراض آپ کا درست نہیں ہے۔ اگر یہ قانون مانا جائے تو اولادِ ابو طالب کا بھی انکار کرنا پڑے گا کیوں کہ حضرت علیؓ شیرِ خدا ہیں اور آپ کے دیگر تین بھائی شیرِ خدا نہیں ہیں یعنی جو شان حضرت مولا علی شیرِ خدا کا ہے وہ دیگر تین بھائیوں کا نہیں اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے ہیں مگر حضرت یوسف علیہ السلام جیسا شان کسی کا نہیں ہے مگر اُن دیگر بھائیوں کا انکار نہیں ہو سکتا۔ ابو طالب کے بیٹے چار مگر علیؓ جیسا شان کسی کا نہیں اور دیگر تین کا انکار نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں چار مگر فاطمہؓ جیسا شان کسی کا نہیں اور دیگر تین کا انکار نہیں ہو سکتا۔

شیعہ ذاکر: جناب شاہ صاحب: اگر حضور کی صاحبزادیاں چار ہوتیں تو جب حضور علیہ السلام نے کمبل میں حضرت سیّدہ فاطمہ علیہا السلام اور حضرت علی علیہ السلام کو اور حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو داخل فرمایا تو اس کے بعد حضور علیہ السلام نے یہ آیت کریم تلاوت فرمائی:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۔ تو اس وقت سیّدہ فاطمہ علیہ السلام کیساتھ دیگر تین صاحبزادیوں کو کیوں نہ شامل کیا گیا اور واقعہ مباہلہ کے وقت بھی سیّدہ فاطمہؓ کو شامل کر لیا گیا مگر دیگر تین کو نہیں۔ اس سے واضح ثابت ہوتا ہے کہ اگر حضور علیہ السلام کی کوئی اور صاحبزادی ہوتی تو وہ بھی شامل ہوتی۔

شبیر حسین: جناب ذاکر صاحب! میرا خیال ہے کہ آپ اپنی کتابوں کا بھی مطالعہ نہیں فرماتے۔ اگر مطالعہ فرمایا کرتے تو کبھی ایسا اعتراض نہ فرماتے۔ جنابِ عالی!

اپنی کتابوں کو پڑھا کرو۔ آپ اپنی تفسیر حسینی، پارہ نمبر ۲۲ کو نکالیں اور پڑھیں اور تفسیر حسینی والے لکھتے ہیں کہ آیت تطہیر سنہ ۹ھ میں نازل ہوئی ہے، اور منتہی الآمال جلد ۱ صفحہ ۷۹ پر ہے کہ قصہ مباہلہ نصاریٰ نجران وقائع سال دہم ہجری سنہ ۱۰ھ میں ہوا۔ ان حوالوں سے ثابت ہے کہ آیت تطہیر ۹ھ اور آیت مباہلہ سنہ ۱۰ھ میں نازل ہوئی اور اس وقت تک جناب سیدہ کے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تینوں صاحبزادیاں وفات پا چکی تھیں۔ چنانچہ شیعہ لوگوں کی کتاب اس پر گواہ ہے۔

ورقیہ در سال دوم ہجری در ہنگامے کہ جنگ بدر بود وفات کرد۔	حضرت رقیہؓ سنہ ۲ھ میں جبکہ جنگِ بدر ہوئی تھی وفات پا گئیں۔

(منتہی الآمال جلد ۱ ص ۸۰)

یہ تھا حضرت رقیہؓ کے متعلق اور آؤ اب بندہ حضرت زینبؓ کے متعلق بھی آپ ہی کی کتاب سے ثبوت پیش کرتا ہے۔

زینب در مدینہ در سال ہفتم ہجرت و در روایتے در سال ہشتم برحمتِ ایزدی واصل شد۔	حضرت سیدہ زینبؓ مدینہ میں سنہ ۷ھ اور ایک روایت میں ہے کہ سنہ ۸ھ میں وفات پاکر رحمتِ الٰہی میں چلی گئیں۔

(حیات القلوب جلد ۲ ص ۵۶۰)

اور حضرت اُمِ کلثوم کے متعلق شیعہ لوگوں کی کتابوں میں یوں آیا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:

سوم اُمِ کلثومؓ وا ورا نیز عثمانؓ بعد از رقیہؓ تزویج نمود و گویند کہ در سال ہفتم ہجرت	حضورؐ کی تیسری بیٹی اُمِ کلثومؓ جن کی شادی حضرت رقیہؓ کی وفات کے بعد حضرت عثمانؓ سے ہوئی تھی

برحمتِ ایزدی واصل شد۔	سنہ ۸ھ میں وفات پاکر رحمتِ الٰہی میں پہنچ گئیں۔

(حیات القلوب جلد ۲ ص ۵۶۰)

لو جناب ذاکر صاحب! اب انکار کی کوئی گنجائش نہیں رہی کیوں کہ تمہاری کتابوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ مباہلہ اور تطہیر والے واقعہ سے پہلے حضورؐ کی تینوں صاحبزادیوں کا وصال ہو چکا تھا۔ اگر اب بھی آپ نہ مانیں تو منکر نہ کہوں تو اور کیا کہوں۔

محب تو میں نہیں کہہ سکتا کیوں کہ محب تو وہ ہی ہو سکتا ہے جو حضور علیہ السلام کی ساری اولادِ پاک کو مانے۔ جو تین صاحبزادیوں کا انکار کرے اور ایک کا اقرار کرے وہ منکر ہے اور جو چاروں صاحبزادیوں کا اقرار کرے وہ محب ہے اسی لیے ہم اہلسنّت دعویٰ کرتے ہیں کہ محب اولادِ رسولؐ اہل سنت بریلوی حنفی ہیں اور شیعہ منکرِ اولادِ رسولؐ ہیں اور ہمارے محبّ ہونے کی تائید حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں چنانچہ میں نے امام کا فرمان ہو بہو نقل کیا ہے:

ابن بابویہ بسند معتبر از آں حضرت (امام جعفر صادق) روایت کردہ است کہ از برائے حضرت رسول متولد شد از خدیجہ قاسم وطاہر نام طاہر عبداللہ بود و ام کلثوم و رقیہ و زینب و فاطمہ۔	ابن بابویہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے معتبر سند سے روایت کی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حضرت خدیجہؓ سے قاسمؓ وطاہر جن کا نام عبداللہ تھا، اور اُمِ کلثومؓ اور رقیہؓ اور زینبؓ اور فاطمہ پیدا ہوئے

حیات القلوب جلد ۲ ص ۵۵۹

لو جناب! اب تو حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ہمارے ہی

مذہب کی تائید کردی ہے اور شیعہ مذہب کی تردید۔ اور امام پاک کے اس فرمان نے ثابت کر دیا ہے کہ سُنی محبِ اولادِ رسولؐ ہیں اور شیعہ منکرِ اولادِ رسولؐ ہیں۔

شیعہ ذاکر: اچھا جناب شاہ صاحب! آپ نے جو حوالے دیے ہیں ان سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ حضورؐ کی بیٹیاں چار ہیں مگر یہ کہیں نہیں آیا کہ عثمان دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

شبیر حسین: جناب ذاکر صاحب: بندہ ان شاء اللہ بفضلِ خدا پہلے بھی حوالہ پیش کر چکا ہے کہ عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضورؐ کے داماد ہیں مگر بندہ اور حوالہ پیش کر دیتا ہے شاید خدا آپ کو ہدایت عطا فرمائے۔ چنانچہ دیکھیں مجالس المومنین جو شیعہ لوگوں کی معتبر کتاب ہے۔ اس میں درج ہے:

اگر نبیؐ دختر بعثمانؓ داد و ولی دختر بعمرؓ فرستاد۔	اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت عثمانؓ کو دی اور ان کے ولی (یعنی حضرت علیؓ) نے اپنی بیٹی حضرت عمر فاروقؓ کے ہاں بھیج دی۔

(مجالس المؤمنین، مصنّفہ قاضی نوراللہ شوستری ص۸۹)

کیوں جناب ذاکر صاحب! اب تو بزبانِ علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثابت ہو گیا کہ عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دامادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور عمر فاروقؓ دامادِ علی شیرِ خدا ہیں۔

شیعہ ذاکر: جناب شاہ صاحب آپ سید ہو کر کیا کہہ رہے ہیں کہ علیؓ کی بیٹی عمرؓ کے گھر تھی۔ آپ کو سوچنا چاہیے کہ سید اور غیر سید کا نکاح ہو سکتا ہے۔

شبیر حسین: جناب ذاکر صاحب جذبات میں نہ آئیں۔ بندہ نے آپ کی کتاب کا حوالہ پیش کیا ہے۔ اگر برا کہنا ہے تو اپنی کتاب اور اس کے مصنف کو برا کہو اور دوسری بات یہ کہ سید اور غیر سید کا نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں؛ تو یہ بھی آپ کی

کتابوں سے ثابت کیا گیا ہے۔ اگر سید اور غیر سید کا نکاح نہ ہوتا تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیاری اولادِ پاک کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ کرتے۔ اسی طرح علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی پیاری بیٹی ام کلثوم کا نکاح حضرت فاروقِ اعظمؓ سے نہ کرتے کیوں کہ وہ بھی غیر سید ہیں، اولادِ فاطمہ میں سے نہیں ہیں اور سید صرف اولادِ فاطمہ ہیں۔

شیعہ ذاکر: جناب شاہ صاحب! اگر اب کوئی غیر سید کسی سید سے رشتہ مانگے وہ رشتہ دے گا یقیناً نہیں دے گا اور جب اس دور کے سید کسی غیر سید کو رشتہ نہیں دیتے تو علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے رشتہ دے سکتے تھے۔ یہ سب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر الزام ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو سید حضرات غیر سیدوں کو رشتہ کیوں نہیں دیتے بلکہ کوئی شخص بھی غیر برادری کو رشتہ دینا پسند نہیں کرتا۔

شبیر حسین: جنابِ ذاکر! یہ آپ درست فرما رہے ہیں کہ اب سید غیر سید کو رشتہ نہیں دیتے اس لیے کہ اب کوئی مجبوری نہیں ہے، اس وقت مجبوری تھی، وہ یہ کہ صرف اولادِ فاطمہؓ ہی سید ہیں اور اولادِ فاطمہ کا نکاح آپس میں تو ہو ہی نہیں سکتا کیوں کہ شریعتِ مصطفےٰ میں سگے بہن بھائی کا نکاح حرام ہے اس لیے اس وقت صرف سچا پکا مسلمان، متقی پرہیزگار کا ہونا ضروری تھا۔ تو وہ حضرت عمر فاروقؓ میں یہ تمام صفتیں موجود تھیں۔ باقی رہا کہ اب ایسا کیوں نہیں ہوتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اب سید اللہ کے فضل سے کافی تعداد میں موجود ہیں اس لیے آپس میں رشتے کر لیتے ہیں کیوں کہ اب وہ مجبوری دور ہو گئی ہے اور تیسری بات جو آپ نے فرمائی ہے کہ یہ سب الزام ہے تو اس پر شیعہ حضرات کی معتبر کتابیں گواہ ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ زُرَارَةَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ فِیْ تَزْوِیْجِ اُمِّ کُلْثُوْمٍ فَقَالَ اِنَّ ذٰلِکَ اَوَّلُ فَرْجٍ غُصِبْنَاہُ۔

ترجمہ: زرارہ نے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے نکاحِ اُمِ کلثوم کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ پہلی شرمگاہ ہے جو ہم سے چھن گئی۔

(فروع کافی جلد دوم ص۱۰۱ باب تزویج ام کلثوم مصنف یعقوب کلینی)

نوٹ: اس واقعہ میں فرج اور غصب جیسے الفاظ لا کر جو راوی نے بے ادبی کا ثبوت دیا ہے وہ مخفی نہیں ہے مگر یہ پھر بھی ثابت ہو گیا کہ اُمِ کلثوم بنت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ مطہرہ تھیں۔

کیوں جناب ذاکر صاحب! اب تو کوئی شک والی بات نہیں رہی کیونکہ آپ کی معتبر کتاب سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دامادِ حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

شیعہ ذاکر: جناب شاہ صاحب! یہ اُمِ کلثوم جس کا نکاح عمر فاروق رضؓ سے ہوا ہے وہ حضرت فاطمہ کے بطنِ اطہر سے نہیں ہیں۔ حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو اور ازواج مطہرات تھیں۔ ان میں سے کسی ایک کے بطنِ اطہر سے تھیں اور حضرت علیؓ کی ربیبہ تھیں یعنی ان کے والد حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ تھے۔

شبیر حسین: جناب ذاکر صاحب! بندہ ان شاء اللہ بفضلِ خدا یہ بھی ثابت کرے گا کہ حضرت ام کلثومؓ بنت علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور آپ کی ربیبہ نہیں بلکہ حقیقی بیٹی ہیں اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطنِ اطہر سے ہیں اور ہمارے مؤقف کی تائید شیعہ کتب کر رہی ہیں چنانچہ سنیے اللہ کریم آپ کو بھی ہدایت عطا فرمائے۔

فَاَوْلَادُ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ سَبْعَةٌ وَّ عِشْرُوْنَ وَلَدًا ذَکَرًا اَوْ اُنْثٰی اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ وَ زَیْنَبُ الْکُبْرٰی وَ زَیْنَبُ الصُّغْرٰی اَلْمُکَنَّاةُ بِاُمِّ کُلْثُوْمٍ اُمُّهُمْ فَاطِمَةُ الْبَتُوْلِ سَیِّدَةُ نِسَاءِ

الْعٰلَمِیْنَ بِنْتِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ۔

(ارشاد شیخ مفید مطبوعہ تہران ص۳۴۷)

ترجمہ: حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی اولاد پاک ستائیس فرزند مذکر و مؤنث تھے۔ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، زینب کبریٰ اور زینب صغریٰ جن کی کنیت ام کلثوم تھی اور ان سب کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ فاطمہ بتول زہرا جو تمام جہانوں کے سردار کی بیٹی ہیں۔

ہاں جناب ذاکر صاحب: اب فرمائیے کیا خیال ہے۔ اگر اب بھی آپ نہ مانیئے گا تو بندہ کا دعویٰ بالکل صحیح ہے کہ شیعہ منکرِ اولادِ رسول و منکرِ آلِ رسولؐ ہیں کیوں کہ جو حضور علیہ السلام کی تین بیٹیوں کا انکار کرے گا وہ منکرِ اولادِ رسولؐ ہے اور جو حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انکار کرے گا وہ منکرِ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کیوں کہ آپ کی کتاب سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت اُمِ کلثوم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقیقی بیٹی ہے اور حضرت فاطمہ زہرا کے بطنِ اطہر سے پیدا ہوئیں اور ان کا نکاح حضرت عمر فاروقؓ سے ہوا نہ صرف نکاح ہوا بلکہ ان کے بطنِ اطہر سے حضرت عمر فاروق کی اولاد پیدا ہوئی جیسا کہ شیعہ کتب میں موجود ہے چنانچہ دیکھیں تہذیب الاحکام۔

عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ مَاتَتْ اُمُّ کُلْثُوْمٍ بِنْتِ عَلِیٍّ وَّ اِبْنُهَا زَیْدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِیْ سَاعَةٍ وَّاحِدَةٍ۔

(تہذیب الاحکام جلد ثانی ص۳۸۰)

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو بنتِ علیؓ تھیں اور ان کا ایک بیٹا زید بن عمر بن خطاب ایک ہی ساعت میں فوت ہوئے۔

شیعہ ذاکر: جناب شاہ صاحب آپ تمام اولادِ فاطمہ کی ولادت کے متعلق بیان فرمائیں

کہ کون اور کس ہجری میں پیدا ہوئے

شبیر حسین: جناب ذاکر صاحب! جہاں تک میرے مطالعہ کا تعلق ہے بندہ عرض کرتا ہے تو سنیئے جناب:

الشافی ترجمہ اصول کافی جلد ۱ صفحہ ۱، ۵ پر جو شیعہ لوگوں کی معتبر کتب میں سے ہے اس میں درج ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت ۲ھ ماہ رمضان المبارک بدر کے سال میں ہوئی اور دوسری روایت ہے کہ آپ کی پیدائش مبارک ۳ھ میں ہوئی اور اسی کتاب پر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق لکھا ہے کہ آپ کی پیدائش بھی تین ہجری کو ہوئی اس لیے کہ آپ والدہ محترمہ کے بطنِ اطہر میں صرف چھ مہینے رہے ہیں۔

حضرت زینبؓ کی ولادت کی تاریخ بندہ شیعہ کتب سے نہیں پا سکا اس لیے قانون کے مطابق عرض کرتے ہیں وہ یہ کہ جیسے ایک بچہ اگر ۱۹۷۴ء میں پیدا ہوتا ہے، تو دوسرا بچہ ۱۹۷۵ء میں پیدا ہوتا ہے تو اس قانون کے مطابق حضرت امام حسینؓ اور حضرت سیدہ زینبؓ کا ایک سال کا فرق ہوگا اور امام حسینؓ تین ہجری کو پیدا ہوئے ہیں اس لیے یقیناً حضرت زینب ۴ھ اور حضرت ام کلثوم ۵ھ کو پیدا ہوئی ہوں گی۔

شیعہ ذاکر: جناب شاہ صاحب! اب آپکے ڈھول کا پول کھل گیا ہے اور جھوٹ واضح ہو گیا ہے وہ اس طرح کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ام کلثوم بنت علی کی ولادت کی تاریخ ۵ھ اور آپ کی کتابوں میں جو شادی کی تاریخ ہے وہ ۱۷ھ درج ہے تو اب معلوم ہوا کہ حضرت ام کلثوم کی عمر شریف شادی کے وقت ۱۲ سال ہوئی تو بارہ سال کی عمر شریف میں بچہ کس طرح پیدا ہو سکتا ہے۔

شبیر حسین: جناب ذاکر صاحب! آپ کا یہ قانون غلط ہے وہ اس طرح کہ جناب سیدہ فاطمہؓ کی عمر شریف ۱۰۔۱۱ برس تھی تو ان کی شادی حضرت علی شیرِ خدا سے ہوئی اور گیارہ بارہ برس کی عمر شریف میں ان کے ہاں امام حسنؓ بن علیؓ پیدا ہوئے اگر اتنی کم عمر ہونے کے باوجود امام حسن پیدا ہو سکتے ہیں تو زید بن عمرؓ کا حضرت ام کلثومؓ

کے ہاں پیدا ہونا کوئی ناممکن بات نہیں ہے۔ تو اب آپ کی ایک اور معتبر کتاب کا حوالہ پیش کرتے ہیں جس پر یہ تحریر موجود ہے۔

عورت کے بالغ ہونے کی یہ نشانی ہے خونِ حیض کا آنا یا ناف کے نیچے بالوں کا نکل آنا یا پورے نو برس کا سن ہونا، ان میں جو بات پہلے ظاہر ہو جائے عورت بالغ ہو گئی (تحفۃ العلوم ص ۴)

اب اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ نو برس کی لڑکی بالغ ہو جاتی ہے اور شادی کے وقت حضرت ام کلثومؓ بنت علیؓ کی عمر ۱۲ برس تھی تو بالغ کے ہاں لڑکا پیدا ہونا کوئی بعید بات نہیں ہے۔

تو جناب ذاکر صاحب! اب اگر آپ نہ مانے تو یہ آپ کی مرضی ہے اور اگر اب انکار کرو گے تو بندہ یہ ضرور کہے گا کہ تم شیعہ لوگ منکرِ آلِ رسول ہو کیونکہ جو اولادِ علی کا منکر ہو وہ منکرِ آلِ رسول ہی ہو سکتا ہے محب نہیں ہو سکتا۔ اگر واقعی محب ہو تو پھر تمام صحابہ کرام کا احترام کیا کرو۔

اب قارئین حضرات اس کتابچہ کے مطالعہ کرنے کے بعد غور فرمائیں کہ کون محبِ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کون محبِ اولادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ فیصلہ قارئین خود فرمائیں

۱۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صاحبزادیوں کا انکار کرنے والا محبِ اولادِ رسولؐ ہو سکتا ہے
۲۔ جو حضرت عثمان غنی ذوالنورین دامادِ رسولؐ کو گالیاں دے وہ محبِ رسول ہو سکتا ہے۔
۳۔ جو حضرت ام کلثوم بنت علیؓ کا انکار کرے۔ وہ محب آل رسولؐ ہو سکتا ہے۔
۴۔ جو حضرت علیؓ شیرِ خدا کے داماد حضرت عمر فاروقؓ کو گالیاں دے وہ محبِ علیؓ ہو سکتا ہے

اگر کوئی شخص کتابچہ پڑھنے کے بعد اللہ کریم کے فضل سے حضور کے صدقہ راہِ ہدایت پر آ جائے تو بندہ کے لیے خلوصِ نیت سے دعا کر دیا کرے۔

Scanned with CamScanner

علی پور چٹھہ میں عبداللہ بن سبا یہودی کی معنوی اولاد کا مناظرہ سے انکار اور پُراسرار فرار
رافضی تبرائی شیعہ ذاکرین کی ذلت آمیز اور عبرتناک شکست

جھوٹوں پر خُدا کی لعنت

حضرات! آپ یہ معلوم کر کے سراپا حیرت و تعجب بن جائیں گے کہ عبداللہ بن سبا یہودی کی معنوی اولاد رافضی تبرائی شیعہ ذاکرین نے ۱۴ رمضان المبارک ۲۱ ستمبر ۱۹۷۵ء بروز اتوار، علی پور چٹھہ میں علمائے حق اہل سنت کے مقابلے میں شدید ناکامی اور ذلت آمیز شکست کے بعد اپنی خفت و ذلت پر پردہ ڈالنے کے لیے ایک اشتہار بعنوان "شکست پر شکست مولوی ملاؤں کا مقدر بن گئی" نکال مارا ہے۔ اسی کو کہتے ہیں "چوری اور سینہ زوری" ؎

یہ سُود و زیاں کے پیمانے یہ جھوٹے سچے افسانے
ان اہلِ ہوس کی باتوں سے بدنام محبت ہوتی ہے

شیعہ شنیعہ کی یہ عادت ہو چکی ہے کہ ذلت و شکست اور فرار کے بعد فتح و غلبہ کا منظم جھوٹا پروپیگنڈہ شروع کر دیتے ہیں لیکن

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

توحید و رسالت سے ناواقفیت و جہالت، صحابہ و اہل بیت سے عداوت و شرارت، ازواج مطہرات امہات المومنین سے بغض و شقاوت، جمیع مسلمانانِ عالم سے نفرت و حقارت کا اظہار کرنے والے مرثیہ خواں، پیشہ ور اشرار، خونِ اہلِ بیت کو چند ٹکوں کے عوض بیچنے والے نابکار، اب اہلِ سنت کے علمائے حق کی تحقیقی للکار اور علمی یلغار سے گھبرا کر ہر میدان سے حواس باختہ ہو کر بھاگ رہے ہیں

چنانچہ پچھلے دنوں علی پور چٹھہ، گھنگ شریف، گوجرہ، تحصیل پھالیہ، چھتہ کھوہ ضلع شیخوپورہ اور کوٹ داد و سے مناظرین اہلِ سُنت حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالتواب صدیقی، مولانا

علامہ حافظ محمد سعید علی پور چٹھہ، مولانا صاحبزادہ سید شبیر حسین شاہ اور مولانا صوفی اللہ دتہ لاہور، مولانا عبدالکریم خانقاہ ڈوگراں، مولانا صاحبزادہ سید مراتب علی شاہ نے شیعہ ذاکرین مولوی اسمٰعیل گوجروی اور تاج الدین حیدری خادم بخاری مدیر کاظم وغیرہ کی مسئلہ خلافت، عقد ام کلثوم بنت علیؓ با عمرؓ، شبیہ ذوالجناح، سینہ کوبی و ماتم، اذان شیعہ جیسے موضوعات پر مناظرہ کر کے وہ خاک اُڑائی کہ دم دبا کر بھاگ گئے اور مذہب حق کے دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ کی تاب نہ لا سکے جس کے نتیجے میں سینکڑوں غالی شیعہ اپنا باطل مذہب چھوڑ کر اہلِ سنت میں داخل ہو گئے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔ "قُلْ مُوْتُوْا بِغَیْظِکُمْ"

مناظرہ علی پور چٹھہ کے اسباب اور نتائج:

شیر اہلِ سنت مولانا صاحبزادہ سید شبیر حسین شاہ خطیب اعظم حافظ آباد، موضع پٹھانکی ضلع گوجرانوالہ میں ایک جلسے میں مدعو تھے۔ دورانِ جلسہ جب کہ ماحول پُرامن اور فضا پُرسکون تھی۔ چند شرپسندوں نے خواہ مخواہ فائرنگ شروع کر دی تاکہ اجتماع کو ہراساں کر کے بھگا دیا جائے۔ صاحبزادہ صاحب نے ان لوگوں کو متنبہ کیا لیکن وہ باز نہ آئے، اور بنام ثناء اللہ، احمد حسین، یعقوب، ناصر زمان، غلام رضا وغیرہ نے شاہ صاحب کو گھیرے میں لے کر مناظرہ کا چیلنج دیا۔ آپ نے خندہ پیشانی سے چیلنج قبول کر لیا اور مندرجہ ذیل تحریری معاہدہ ہوا (جس کی نقل ہمارے پاس موجود ہے)

ہم مسمی ثناء اللہ ولد غلام عباس چیمہ ساکن پٹھانکی تحصیل وزیر آباد نے سید شبیر حسین شاہ صاحب آف حافظ آباد کو چیلنج کیا کہ اگر آپ حضرت ام کلثوم بنت علیؓ کا نکاح حضرت عمرؓ سے ثابت کر دیں تو ہم تمام شیعہ حضرات جو موضع پٹھانکی سے تعلق رکھتے ہیں اہلِ سنت و الجماعت ہو جائیں گے۔ دونوں فریقین میں سے جو میدانِ مناظرہ میں نہ آئے تو مبلغ دس ہزار روپیہ ہرجانہ دینا پڑے گا۔ (ملخصاً)

مقام اور تاریخ مناظرہ | علی پور چٹھہ (عیدگاہ دیوبند) ۲۱ ستمبر ۱۹۷۵ء بروز اتوار ۸ بجے صبح مناظرہ طے ہوا۔ مناظرین اہل سنت ۲۰ ستمبر بروز ہفتہ شام کو علی پور چٹھہ پہنچ گئے اور صبح ٹھیک

۸ بجے حسب الوعدہ تمام ضروری کتابیں لے کر میدانِ مناظرہ میں اسٹیج پر جا بیٹھے جب کہ شیعہ مناظرین ۱۱½ بجے دوپہر پولیس کی جمعیت کے ساتھ نمودار ہوئے ۔

شیعہ حواس باختہ تھے اور فرار کی راہیں تلاش کر رہے تھے

غور فرمائیے ۔ میدان میں ۸ بجے کی بجائے ۱۱½ بجے کیوں آئے ۔ صرف مناظرہ رکوانے اور اپنی ذلت کو چھپانے کیلیے پولیس کی منتیں سماجتیں کرتے رہے ۔ حضرت علامہ حافظ محمد سعید صاحب نے ۹ بجے مولوی اللہ دتہ اور ڈاکٹر نذیر احمد کو چند افراد کے ہمراہ متعلقہ مناظرہ شیعہ افراد کو گھروں سے بلانے بھیجا تو گھروں سے غائب اور روپوش تھے ۔ چنانچہ شیعہ کے دو نمائندے عنایت حسین شاہ چیئرمین پیپلز پارٹی حلقہ علی پور چٹھہ اور غلام حسین جنجوعہ صدر شیعہ تنظیم نے حافظ محمد سعید صاحب کے سامنے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی اور کہا کہ مناظرہ نہیں ہونا چاہیے (اپنے مناظروں کی حیثیت معلوم تھی) اس کے بعد ریاضت حسین آف سید نگر، علی پور کے ایک معزز آدمی میاں محمد سعید آڑھتی کو ساتھ لے کر آئے اور کہا کہ ہم مناظرہ بالکل نہیں کریں گے ۔ آپ صاحبزادہ شبیر حسین شاہ صاحب کو منائیں تاکہ وہ مناظرہ سے باز رہیں تو حافظ صاحب نے فرمایا کہ شبیر شاہ صاحب نے آپ کا چیلنج قبول کیا ہے ۔ اگر ثناء اللہ اور غلام رضا وغیرہ اپنا چیلنج واپس لے لیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن وہ دس ہزار روپیہ جرمانہ ادا کرنے کے خوف سے ایسا بھی نہیں کر سکتے تھے اسی لیے پولیس کی مداخلت کے خواہاں تھے ۔ مناظرہ کے دن صبح کو ریاض حسین قیصری شیعہ اور ریڈر محکمۂ اوقاف سیکرٹری انجمن شیعہ نے اپنے چند ساتھیوں کو لے کر وزیر آباد آر ۔ ایم صاحب پولیس کو درخواست پیش کی کہ کسی طرح مناظرہ رکوائیں ۔ بوٹا ملہی، افتخار زیدی وکیل بار بار علی پور تھانے کا چکر لگاتے رہے اور تھانیدار سے مناظرہ رکوانے اور مدد کے لیے آنے کی اپیل کرتے رہے ۔

شیعہ اسٹیج نہ بنا سکے اور رمضان میں سگریٹ نوشی کرتے رہے

شیر اہلسنت مولانا صاحبزادہ شبیر حسین شاہ نے اٹھ کر اعلان کیا کہ دیر ہو رہی ہے ۔ ٹال مٹول سے کام نہ لو ۔ جلدی اسٹیج بنا کر اپنے مناظر کو سامنے لاؤ ۔ اس پر شیعہ افراتفری کا شکار ہو گئے اور اہل سنت کے اسٹیج سے تقریباً دو سو فٹ دور ہٹ کر ایک کمرے میں جمع ہو کر سرگوشیوں میں مصروف ہو گئے اور رمضان المبارک کے مہینہ میں سگریٹ نوشی کرنے لگے جس پر لوگوں نے بہت لعنت

ملامت کی ۔ (لعنت اللہ علیہم اجمعین)

شیر اہل سنت حضرت صاحبزادہ سید شبیر شاہ صاحب کا اعلانِ حق اور حضرت عمرؓ کے ساتھ نکاحِ اُمِّ کلثومؓ بنت علیؓ کا ثبوت

شیعہ کسی صورت میں اسٹیج بنانے مناظرہ کے لیے سامنے آنے کی جرأت نہ کرتے تھے دراصل وہ مناظرہ کے لیے کتابیں لے کر بھی نہ آئے تھے البتہ پولیس کی امداد کے سہارے عیدگاہ کے ایک کونے میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے ۔ اُدھر اہلسنت کے اسٹیج سے نعرہ ہائے تکبیر و رسالت سے علی پور کی فضا گونج رہی تھی ۔ صاحبزادہ شبیر حسین شاہ نقشبندی نے اعلان کیا کہ ہم صبح ۸ بجے سے انتظار کر رہے ہیں شیعہ مناظر تاج الدین حیدری اور اس کے حامیوں میں اگر ہمت ہے تو علمائے حق کے سامنے آکر گفتگو کریں ۔ مناظرے کا چیلنج شیعہ حضرات نے خود دیا تھا ہم نے چیلنج قبول کر لیا ہے ۔ ہمارے پاس حضرت ام کلثومؓ بنت علیؓ کے حضرت عمرؓ کے ساتھ نکاح ثابت ہونے پر دلائل قاہرہ موجود ہیں پھر اس کے بعد شاہ صاحب نے شیعہ کی کتابوں سے اپنے موقف پر دلائل پیش کرنے شروع کر دیے ۔ آپ نے فرمایا حضرت ام کلثوم بنت علی کا نکاح حضرت عمرؓ سے ہوا جیسا کہ شیعہ کی معروف کتاب تہذیب الاحکام صفحہ ۳۸۰ میں ہے

عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَاتَتْ اُمُّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ عَلِيٍّ وَّابْنُهَا زَيْدُ
ابْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ سَاعَةٍ وَّاحِدَةٍ (امام جعفر صادق سے روایت ہے
کہ ام کلثومؓ بنت علیؓ اور ام کلثومؓ کا بیٹا زید بن عمر بن خطاب دونوں ایک ساعت میں اکٹھے فوت ہوئے)

پھر آپ نے شیعہ کی مشہور کتاب فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۴۱ (باب تزویج ام کلثوم) پیش فرمائی اور یہ عبارت پڑھی

عَنْ زُرَارَةَ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ تَزْوِيْجِ اُمِّ كُلْثُوْمٍ فَقَالَ اِنَّ
ذٰلِكَ اَوَّلُ فَرْجٍ غُصِبْنَاهُ الخ ـــــ پھر اسی کتاب کی یہ عبارت پڑھ کر سنائی

عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَمَّا خَطَبَ اِلَيْهِ
فَقَالَ لَهٗ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّهَا صَبِيَّةٌ قَالَ فَلَقِيَ الْعَبَّاسَ فَقَالَ لَهٗ مَالِيْ
اَبِيْ عَبَّاسٌ قَالَ ذٰلِكَ الخ فَاَتَاهُ الْعَبَّاسُ فَاَخْبَرَ وَسَاَلَهٗ يَجْعَلِ
الْاَمْرَ اِلَيْهِ فَجَعَلَهٗ اِلَيْهِ (ملخصًا)